17 ہستی اپنی حباب کی سی ہے (میر تقی میر) (بورڈ 2017ء)

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
سَراب	نظر کا دھوکا	چشمِ دل	دل کی آنکھ/ بصیرت
آتشِ غم	غم کی آگ	لَب	ہونٹ
اِضطِراب	بے چینی، بے قراری	دَر	دروازہ
اَوقات	حیثیت، بساط	حَباب	پانی کا بُلبلا
خانہ خَراب	برباد، اجڑا ہوا/ جس کا گھر برباد ہو جائے	ہَستی	زندگی
شَراب	مے، بے خود کر دینے والا نشہ آور محلول	نِیم باز	آدھی کھلی ہوئی

شعر نمبر 1: 09817001

ہستی اپنی حباب کی سی ہے　　یہ نمائش سراب کی سی ہے

تشریح:

شہنشاہِ غزل میر تقی میرؔ اُردو کے شہرۂ آفاق شاعر تھے۔ ان کی غزلیہ شاعری اُردو ادب کا سرمایہ ہے۔ غمِ عشق اور غمِ زمانہ پر مبنی اشعار زندگی کی تلخیوں کے عکاس بھی ہیں اور الجھنوں کے ترجمان بھی۔

زیرِ تشریح شعر میں میرؔ زندگی کو عارضی و فانی قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ حیات سلسلۂ ممات ہے۔ زندگی ناپائیدار، غیر مستقل، اور فانی ہے۔ یہ پانی کے بلبلے کی مانند ہے جو کچھ دیر تلک سطحِ آب پہ نمودار ہوتا ہے اور ہوا کی تیز لہر یا سورج کی کرن سے ختم ہو جاتا ہے۔ زندگی سب کچھ سمجھا جاتا ہے محض چار روزہ ثابت ہوتی ہے۔ عارضی اور غیر دائمی ثابت ہوتی ہے۔

آتے ہوئے اذاں ہوئی جاتے ہوئے نماز
اتنا قلیل وقت کہ آئے چلے گئے

دنیا میں رونق اور چہل پہل ہے۔ آسائش و آرام کی کشش ہے۔ نام و مقام کے لئے دل مچلتا ہے۔ صحت و لباس کی نمائش ہے۔ اقبال کی نمائش ہے۔

میرؔ کہتے ہیں کہ یہ نمائش دل کو تو بہت بھاتی ہے اور انسان اس سب نمائش میں زندگی گزار دیتا ہے لیکن یہ نمائش، یہ زندگی، نظر کے دھوکے کے سوا کچھ نہیں۔ جیسے ریگزار میں پیاسے قافلوں کو کچھ دور پانی بہتا دکھائی دیتا ہے لیکن وہاں پہنچ کر پتا چلتا ہے کہ سب نظر کا دھوکا تھا۔ دنیا میں اس زندگی کی حقیقت بھی یہی ہے۔ اس دنیا اور اس زندگی کی چمک دمک نظر کو خیرہ کرتی ہے لیکن حقیقت میں جھوٹ ہے، نظر کا دھوکا ہے۔ انسان چند روزہ حیات گزار کر دنیا سے چلا جاتا ہے اور نمائش یہیں دھری کی دھری رہ جاتی ہے۔

موت سے کس کو رُستگاری ہے
آج وہ کل ہماری باری ہے

Scanned with CamScanner

زمین پر ابتدائے حیات سے عصرِ حاضر تک سیکڑوں بادشاہ اور کروڑوں انسان دنیا میں آئے لیکن سب اگلے جہان کو سدھار چکے۔ دنیا بنانے کی اکثر نے کوشش کی اور اسے اپنا سب کچھ سمجھا۔ نمرود خدا بنا، شداد نے جنت و دوزخ بنائی، فرعون یزداں بنا، دارا کی شان و شوکت عروج پر گئی، سکندر فاتحِ عالم بنا، ذیشان ترک، عظیم مغل، سب کہاں ہیں؟ سب موت کی وادی میں جا چکے۔ اور تو اور پیغمبر بھی جا چکے۔

خاور سے باختر تک جن کے نشان تھے برپا
کچھ مقبروں میں باقی ان کی نشانیاں ہیں
(حالی)

شاعر کا مطمع نظر یہ ہے کہ زندگی کی حقیقت کو سمجھا جائے، اس کے فانی ہونے کا ادراک کیا جائے، اس سے لَو نہ لگائی جائے اور اس زندگی کی تیاری کی جائے جو ہمیشہ کی زندگی ہے۔

جگہ دل لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

شعر نمبر 2: (بورڈ 2017ء) (بورڈ 16-2015ء) 09817002

نازکی اس کے لب کی کیا کہیے   پنکھڑی اک گلاب کی سی ہے

تشریح: محبوب کے ہونٹ پھول کی پتیوں کی طرح نازک ہیں۔ انسان جس سے محبت کرتا ہے اس میں اسے کوئی کمی کوئی خامی یا کوئی نقص نظر نہیں آتا۔ اس کی ہر بات اسے اچھی لگتی ہے۔ اس کے مقابلے میں دوسری ہر چیز کم تر محسوس ہوتی ہے۔ میر تقی میر کا موقف ہے کہ محبوب کے ہونٹ بہت حسین ہیں۔ گلاب کا پھول اپنی رنگت اپنی خوشبو اور اس کی پتیاں اپنی نزاکت کے حوالے سے دیکھنے والوں کے دل لبھا لیتا ہے لیکن ہمارا محبوب اس سے کہیں بہتر ہے۔

تو نے دیکھی ہے وہ پیشانی وہ رخسار وہ ہونٹ
زندگی جن کے تصور میں لٹا دی ہم نے

محبت کرنے والوں کے لیے تو ہر خوبصورتی محبوب کے دم سے موجود ہوتی ہے ان کے لیے حسن کا مرکزی استعارہ محبوب کی ذات ہوتی ہے۔

رنگ و خوشبو کے حسن و خوبی کے
تم سے تھے جتنے استعارے تھے

میر تقی میر کے موقف کے مطابق محبوب کے ہونٹ گلاب کے پھول کی پتیوں کی طرح نازک ہیں۔ تشبیہ کا استعمال کر کے میر تقی میر انسانی حسن کو فطرت کے حسن کے ساتھ ہم آہنگ کر دیتے ہیں۔ وہ اپنے انفرادی مشاہدے اور احساس کو اجتماعی مشاہدے سے ملا دیتے ہیں۔ گلاب کا پھول سب لوگوں کے سامنے ہوتا ہے ہر شخص اپنے محبوب کو دیکھتا ہے لیکن دونوں میں تشبیہ کے ذریعے حسن کی کسی صفت کو بیان کرنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں اس کے لیے اعلیٰ تخیل کی ضرورت ہوتی ہے میر تقی میر کو یہ نعمت حاصل ہے اور وہ محبوب کے ہونٹوں اور گلاب کی پتیوں میں نزاکت کی مشترک صفت کو واضح کر دیتے ہیں۔

شعر نمبر 3: (بورڈ 2016ء) 09817003

چشمِ دل کھول اُس بھی عالم پر   یاں کی اوقات خواب کی سی ہے

تشریح: اپنے دل کی آنکھ سے دوسری دنیا کو دیکھو کیوں کہ اس دنیا کی حقیقت تو خواب و خیال سے زیادہ نہیں ہے۔

کسی بھی چیز کی حقیقت کو سمجھنے کے لیے بصیرت کی ضرورت ہوتی ہے انسان اپنی بصارت سے چیزوں کو دیکھ تو سکتا ہے لیکن اسے سمجھنے کے لیے بصیرت چاہیے ہوتی ہے۔ میر تقی میر اسی بصیرت کی ضرورت اور اہمیت واضح کرتے ہیں۔

چشم بینا بھی کر خدا سے طلب
آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

مذہب بار بار ہمارے سامنے یہ حقیقت رکھتا ہے کہ یہ دنیا عارضی ہے ناپائیدار ہے ختم ہو جانے والی ہے۔ حیات جاوداں موت کے بعد کی زندگی ہے۔ یہ دنیا جس میں ہم جی رہے ہیں یہ تو خواب کی مانند ہے۔ قرآن مجید اسے کھیل تماشا قرار دیتا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

''اس دنیا کی مثال کھیل تماشے کی مانند ہے۔''

انسان کے لیے لازم ہے کہ وہ غور کرے کہ جس مقام پر وہ موجود ہے اس کی کیا حقیقت ہے۔ یہ نہ ہو کہ وقت ہاتھ سے نکل جائے اور بعد میں پچھتانا پڑے۔

وائے نادانی کہ وقت مرگ یہ ثابت ہوا
خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

عقل کا تقاضا یہ ہے کہ انسان عارضی اور ناپائیدار چیز پر اس شے کو اہمیت دے جو پائیدار ہو جس نے ہمیشہ رہنا ہو۔ میر تقی میر جب زندگی کی ناپائیداری اور اس کے غیر حقیقی ہونے کا تذکرہ کرتے ہیں تو وہ ہمیں زندگی کے مقصد کی طرف متوجہ کرتے ہیں کہ سوچو اس دنیا سے رخصت ہو کر جس دنیا میں تم نے جانا ہے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے۔

عدم کے کوچ کی لازم ہے فکر ہستی میں
نہ کوئی شہر نہ کوئی دیار راہ میں ہے

(بورڈ 2018ء) 09817004

شعر نمبر 4:

بار بار اس کے در پہ جاتا ہوں
حالت اب اضطراب کی سی ہے

تشریح:

بے چینی و بے تابی مجھے بار بار محبوب کے دروازے پر لے آتی ہے۔ انسانی فطرت ہے کہ انسان کو جو چیز اچھی لگتی ہے جس سے انسان کو محبت ہوتی ہے انسان اسے اپنی نظروں کے سامنے دیکھنا چاہتا ہے۔ وہ اللہ کی ذات ہو تو انسان اسے دیکھنا چاہتا ہے۔

کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباس مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبین نیاز میں

انسان کو اگر اپنے جیسے کسی انسان سے محبت ہو تو تب بھی انسان یہی چاہتا ہے کہ وہ محبوب کی محفل میں موجود رہے۔

ترے کوچے ہر بہانے مجھے دن سے رات کرنا
کبھی اس سے بات کرنا کبھی اس سے بات کرنا

اگر ایسا ممکن نہ ہو تو انسان بے چین ہو جاتا ہے۔ وہ محبوب کی بارگاہ میں باریابی کی کوشش کرتا۔ اگر وہاں پہنچنا ممکن نہ ہو، یا کسی وجہ سے محبوب اسے اپنی محفل میں نہ آنے دے۔

نکلنا خُلد سے آدم کا سنتے آئے ہیں لیکن
بہت بے آبرو ہو کر ترے کوچے سے ہم نکلے

میر تقی میر کا موقف یہ ہے کہ ہم محبوب کی محفل میں موجود نہیں لیکن بے چینی اور بے قراری کا یہ عالم ہے کہ بار بار اس کے دروازے پر پہنچ جاتے ہیں۔ بار بار جانا اس امر کی دلیل ہے کہ محبت کرنے والے کی کوئی شنوائی نہیں ہو رہی بلکہ اسے ناکام واپس پلٹنا پڑتا ہے اسی لیے تو وہ بار بار محبوب کے دروازے پر جا پہنچتا ہے۔ عام طور پر انسان کو جہاں اہمیت نہ ملے جہاں اسے نظر انداز کر دیا جائے وہ وہاں جانے سے گریز کرتا ہے۔ اس کی عزت نفس اسے اجازت نہیں دیتی کہ وہ بار بار وہاں جائے لیکن محبت کے معاملات دنیا کے دوسرے معاملات سے الگ ہوتے ہیں یہاں محبوب جو برتاؤ چاہے کرے محبت کرنے والے ہمیشہ تسلیم و رضا کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

شعر نمبر5:

09817005

میں جو بولا، کہا کہ یہ آواز اسی خانہ خراب کی سی ہے

تشریح:

میری آواز سن کر محبوب کہنے لگا کہ یہ آواز تو اسی خانہ برباد کی ہے گویا محبوب کو نہ صرف ہماری آواز کی پہچان ہے بلکہ اسے ہمارے حالات سے بھی آگاہی ہے اسے معلوم ہے کہ اس کی محبت میں ہمارا گھر خراب ہوا ہے۔ محبت میں محبوب تک اپنے دل کی بات پہنچانا آسان نہیں ہوتا۔

دل کی بات لبوں پر لا کر اب تک ہم دکھ سہتے ہیں
ہم نے سنا تھا اس بستی میں دل والے بھی رہتے ہیں

اگر دکھ اٹھانے کے بعد بھی محبت کرنے والے کو محبوب مل جائے تو وہ اسے بہت بڑی کامیابی سمجھے لیکن ہوتا یہ ہے کہ محبوب محبت کرنے والوں کے ساتھ ہمدردانہ رویہ اختیار کرنے کے بجائے بے رُخی کا مظاہرہ کرتا ہے اور کبھی کبھی بات ظلم و ستم تک جا پہنچتی ہے۔

آئینہ سوچ میں ہے کون سا منظر دیکھے
تجھ کو دیکھے کہ ترے ہاتھ کا پتھر دیکھے

میر تقی میر کا موقف یہ ہے کہ جب محبوب کے کان میں میرے بولنے کی آواز پڑی تو اس نے نہ صرف شناسائی کا اظہار کیا بلکہ ہمارے حالات پر تبصرہ بھی کر دیا کہ یہ آواز اسی خانہ خراب کی لگتی ہے۔ یہ احساس بھی اپنی جگہ بڑا ہی اطمینان بخش ہے کہ محبت کرنے والے کو اس کا محبوب جانتا ہو۔ تشریح طلب شعر کا ایک طنزیہ پہلو بھی ممکن ہے "خانہ خراب" کہہ کر طنز کیا گیا ہو۔ ایک طرح سے برا کہا گیا ہو۔ اس حوالے سے دیکھا جائے تو پھر مراد یہ ہوگی کہ ہماری آواز بھی محبوب کے لیے پسندیدہ نہیں۔ آواز سن کر وہ ہمیں برا بھلا کہتا ہے۔ بات وہی ہے کہ محبوب محبت کرنے والوں سے بے رُخی اور بے مروتی برتتا ہے۔

شعر نمبر6:

09817006 (بورڈ2018ء)

آتشِ غم میں دل بھُنا شاید دیر سے بُو کباب کی سی ہے

مفہوم: محبوب کی جدائی کے غم کی آگ اتنی شدید ہے کہ میرا دل ہی جل گیا ہے کیوں کہ کافی دیر سے مجھے کباب بھُننے کی بو آ رہی ہے۔

تشریح:

غم گویا جلتی ہوئی آگ ہے جس میں دل کے بھُننے (جلنے) کی بو کباب کی مانند آ رہی ہے۔

Scanned with CamScanner

محبت کا جذبہ انسانی جذبات میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔یہی جذبہ افراد کو ایک دوسرے کے قریب رکھتا ہے لیکن محبت کے
میں محبت ایک ایسا جذبہ ہے جو انسان کے دل میں جب بھی بیدار ہوتا ہے تو ساری دنیا دشمن ہو جاتی ہے۔

جب سے تو نے مجھے دیوانہ بنا رکھا ہے
سنگ ہر شخص نے ہاتھوں میں اٹھا رکھا ہے

میر تقی میر کے ہاں بھی عشق و محبت اختیار کر کے انسان کو دنیا بھر کے دکھ جھیلنے پڑتے ہیں۔اس کے لیے جینا مشکل ہو جاتا ہے
شعر ملاحظہ کیجیے۔

شش جہت اب تو تنگ ہے ہم پر
اس سے ہوتے نہ ہم دو چار اے کاش

تشریح طلب شعر میں میر تقی میر غم کی سنگینی کو بیان کرتے ہیں کہ غم کی آگ دل کو یوں ہی جلا رہی ہے جیسے آگ کے انگارے کباب
بھون کر رکھ دیتے ہیں۔

غم انسانی شخصیت کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیتا ہے سبب کوئی بھی ہو محبوب کی بے رخی ہو یا زمانے کی دشمنی۔غم انسان سے جینے کا لطف چھین لیتا ہے۔میر تقی میر کی زندگی غموں سے عبارت رہی یتیمی، دربدری، غربت و افلاس، ہجرت پھر انھوں نے ایسا زمانہ پایا جب ہر طرف قتل و غارت گری کا بازار گرم تھا۔اس میں محبت کا غم بھی شامل ہو گیا تو گویا زندگی اور غم ہم معنی ہو گئے اور غموں کی شدت ایسی جیسے جلتی ہوئی آگ جس نے دل کو جلا کر راکھ کر ڈالا اور اُس میں کباب کی مانند جلنے کی بو آ رہی ہے۔

دیدنی ہے شکستگی دل کی
کیا عمارت غموں نے ڈھائی ہے

09817007

شعر نمبر 7:

میر ان نیم باز آنکھوں میں ساری مستی شراب کی سی ہے

تشریح:

محبوب کی آنکھوں میں نشے کی وہی کیفیت ہے جو شراب میں ہوتی ہے۔میر محبوب کی آنکھوں کی تعریف کرتے ہیں مشرقی شاعری میں محبوب کی آنکھوں کو شراب و مے خانے سے تشبیہ دی جاتی ہے کہ محبت کرنے والے جب محبوب کی آنکھوں کو دیکھتے ہیں تو ان پر نشے کی سی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔

تیرے جیسی آنکھوں والے جب ساحل پہ جاتے ہیں
لہریں شور مچاتی ہیں لو آج سمندر ڈوب گیا

محبوب کی آنکھوں میں ہر شے ڈوبتی ہوئی محسوس ہوتی ہے انسان کو مے خانے اور محبوب کی آنکھوں میں نشے کی کیفیت مشترک نظر آتی ہے۔

تم یونہی ناراض ہوئے ہو ورنہ مے خانے کا پتا
ہم نے ہر اس شخص سے پوچھا جس کے نین نشیلے تھے

میر تقی میر کا موقف یہ ہے کہ جس طرح شراب کا نشہ جب طاری ہوتا ہے تو انسان کے لیے آنکھیں مکمل طور پر کھلی رکھنا آسان نہیں ہوتا۔ اس کی آنکھیں آدھی کھلی اور آدھی بند ہوتی ہیں۔ محبوب کی آنکھیں نزاکت کی وجہ سے ایسی لگتی ہیں اور دیکھنے والے پر بھی ان کا گہرا اثر ہوتا ہے۔ میر تقی میر کے یہاں ''آنکھ'' کا ذکر ایک علامت کے طور پر ہوتا ہے جو مشاہدہ آنسو بہانے اور حسن کے حوالے سے اہمیت رکھتا ہے۔

کھلنا کم کم کلی نے سیکھا ہے
اس کی آنکھوں کی نیم خوابی سے

شراب کا نشہ انسان کو اپنے آپ سے بیگانہ کر دیتا ہے۔ اسی طرح محبت کرنے والا جب محبوب کی آنکھوں میں دیکھتا ہے تو وہ اپنے آپ کو بھول بیٹھتا ہے۔

مشق

۱۔ مختصر جواب دیں۔

(الف) اس غزل میں ردیف کون سے الفاظ ہیں؟ 09817008

جواب: اس غزل میں ردیف ''کی سی ہے'' ہے۔

(ب) اس غزل میں استعمال ہونے والے کوئی سے چار قافیوں کی نشاندہی کریں۔ 09817009

جواب: حباب، سراب، خواب، کباب

(ج) دوسرے شعر میں ہونٹوں کو کس سے تشبیہ دی گئی ہے؟ 09817010

جواب: ہونٹوں کو گلاب کی پنکھڑی سے تشبیہ دی گئی ہے۔

(د) میرؔ نے نیم باز آنکھوں کی مستی'' کو کیا قرار دیا ہے؟ (بورڈ 2016,19ء) 09817011

جواب: میرؔ نے نیم باز آنکھوں کی مستی کو شراب کی مستی قرار دیا ہے۔

(ہ) شاعر ''اضطراب'' کی حالت میں کیا کرتا ہے؟ (بورڈ 2015-16ء) 09817012

جواب: شاعر اضطراب کی حالت میں بار بار محبوب کے در پر جاتا ہے۔

۲۔ درج ذیل الفاظ کے معانی لکھیں اور جملوں میں استعمال کریں۔ 09817013

ہستی، حباب، سراب، اوقات، اضطراب، خانہ خراب، نیم باز، مستی

نمبر شمار	لفظ	معانی	جملہ
1	ہستی	زندگی	انسانی ہستی ناپائیدار ہے۔
2	حباب	پانی کا بلبلہ	ہماری زندگی حباب کی مانند ہے۔
3	سراب	بڑا دھوکا	دنیا کی رونق محض ایک سراب ہے۔
4	اوقات	حیثیت	انسان کو ہمیشہ اپنی اوقات کے مطابق زندگی بسر کرنی چاہیے۔
5	اضطراب	پریشانی، بے چینی	عاشق حالت اضطراب میں محبوب کے در کے چکر لگاتا ہے۔
6	خانہ خراب	تباہ حال	یہ آہ وزاری تو کسی خانہ خراب عاشق کی لگتی ہے۔

Scanned with CamScanner

7	نیم باز	ادھ کھلی	نیند کے خمار سے اس کی آنکھیں نیم باز ہیں۔
8	مستی	مدہوشی	شرابی مستی میں جھوم رہا ہے۔

09817014

۳۔ کالم (الف) میں دیے گئے الفاظ کو کالم (ب) کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	جواب
ہستی	خانہ خراب	حباب
نمائش	شراب	سراب
پنکھڑی	گلاب	گلاب
آنکھیں	نیم باز	نیم باز
حالت	کباب	اضطراب
دل	حباب	کباب
مستی	سراب	شراب
آواز	اضطراب	خانہ خراب

09817015

۴۔ درج ذیل مرکبات، مرکب کی کون سی قسم ہیں؟ چشمِ دل، اُس کے لب، آتشِ غم، اُس کا در

جواب: تمام مرکبات ''مرکب اضافی'' ہیں۔

09817016

۵۔ اس غزل کے مطلع اور مقطع کی نشاندہی کریں۔

جواب: مطلع: ہستی اپنی حباب کی سی ہے
نمائش سراب کی سی ہے
مقطع: میرؔ ان نیم باز آنکھوں میں
ساری مستی شراب کی سی ہے

09817017

۶۔ مذکر اور مؤنث الگ الگ کریں۔

ہستی، حباب، نمائش، سراب، لب، بُو، کباب، مستی، شراب

مذکر	حباب	سراب	لب	کباب	شراب
مؤنث	ہستی	نمائش	بُو	مستی	

09817018

۷۔ اعراب لگا کر تلفظ واضح کریں۔

حباب، سراب، نمائش، چشمِ دل، عالم، اضطراب، آتشِ غم، نیم باز

جواب: حُبَابُ سَرَابُ نُمَائِش چَشْمِ دِلُ عَالَمُ
اِضْطِرَابُ آتِشِ غَمُ نِیمُ بَازُ

Scanned with CamScanner

09817019

۸۔ متن کے مطابق درست الفاظ کی مدد سے مصرعے مکمل کریں۔

(الف) نازکی اس کے لب کی کیا کہیے

(ب) پنکھڑی اک گلاب کی سی ہے

(ج) مستی اپنی شراب کی سی ہے

(د) بار بار اس کے در پہ جاتا ہوں

کثیر الانتخابی سوالات

09817020

1- میر تقی میر کا تخلص ہے:

(A) متقی (B) میر (C) تقی (D) امان اللہ

09817021

2- میر تقی میر کے والد کا نام تھا:

(A) میر علی متقی (B) میر علی خاص (C) خاص علی میر (D) امیر علی

09817022

3- میر تقی میر 1723ء میں پیدا ہوئے:

(A) بمبئی میں (B) دہلی میں (C) آگرہ میں (D) کلکتہ میں

09817023

4- میر تقی میر نے ابتدائی تعلیم کن سے حاصل کی؟

(A) امیر علی سید (B) سید امیر علی (C) سید عمان اللہ (D) سید امان اللہ

09817024

5- میر تقی میر فوت ہوئے:

(A) 1805ء (B) 1807ء (C) 1809ء (D) 1810ء

09817025

6- میر علی متقی کے منہ بولے بھائی تھے:

(A) سید امیر علی (B) سید امان اللہ (C) امیر علی سید (D) سید عمان اللہ

09817026

7- میر تقی میر تلاش معاش کے لیے کون سے شہر آئے؟

(A) دلی (B) بمبئی (C) کلکتہ (D) آگرہ

09817027

8- میر تقی میر نے تلاش معاش کے لیے کون سا شہر چھوڑا؟

(A) امرتسر (B) بمبئی (C) دہلی (D) آگرہ

09817028

9- میر تقی میر نے کس کے ہاں ملازمت کی؟

(A) گورے (B) نواب (C) امیر (D) پنجابی

09817029

10- میر تقی میر جس نواب کے گھر ملازم ہوئے وہ کس طرح مارے گئے؟

(A) نادر شاہ کے حملے میں (B) پورس کے حملے میں (C) جنگ میں (D) غدر میں

09817030

11- میر کو کہا جاتا ہے:

(A) بلند مرتبت (B) اعلیٰ شاعر (C) خدائے سخن (D) خدائے بخن

09817031

12- میر تقی میر کی پہچان ہے:

(A) نظم (B) غزل گوئی (C) مرثیہ (D) قصیدہ

13۔ میر تقی میر بلاشبہ غزل کے ہیں:
(A) مالک (B) بادشاہ (C) مشتاق (D) مداح 09817032

14۔ بابائے اردو کسے کہا جاتا ہے؟
(A) مولوی عبدالحق کو (B) مرزا غالب کو (C) غلام عباس کو (D) آتش کو 09817033

15۔ مولوی عبدالحق نے میر تقی میر کو کیا قرار دیا؟
(A) بادشاہ (B) شعرائے اردو (C) مالک (D) سرتاج شعرائے اردو 09817034

16۔ ہستی اپنی کی سی ہے: (بورڈ 2019ء)
(A) حباب (B) شباب (C) گلاب (D) مہتاب 09817035

17۔ یہ نمائش کی سی ہے:
(A) خواب (B) سراب (C) خراب (D) کباب 09817036

18۔ نازکی اس کے ______ کی کیا کہیے۔
(A) عارضی (B) بال (C) لب (D) چشم 09817037

19۔ پنکھڑی اک کی سی ہے:
(A) گلاب (B) سراب (C) شباب (D) کباب 09817038

20۔ چشمِ دل کھول اس بھی پر:
(A) دنیا (B) آخرت (C) عالم (D) حالت 09817039

21۔ یاں کی خواب کی سی ہے:
(A) بساط (B) حیثیت (C) اوقات (D) حقیقت 09817040

22۔ اس کے در پہ جاتا ہوں:
(A) بار بار (B) سو بار (C) کئی بار (D) ہزار بار 09817041

23۔ اب اضطراب کی سی ہے:
(A) کیفیت (B) حالت (C) حقیقت (D) طبیعت 09817042

24۔ آواز اسی کی سی ہے:
(A) محبوب (B) محبّ (C) خانہ خراب (D) بے تاب 09817043

25۔ میں جو بولا، کہا کہ یہ:
(A) آواز (B) صورت (C) محبت (D) لباس 09817044

26۔ میں دل بُھنا شاید:
(A) غمِ دل (B) سوزِ دروں (C) رنج والم (D) آتشِ غم 09817045

27۔ دیر سے بُو کی سی ہے:
(A) کباب (B) گلاب (C) آب (D) گوشت 09817046

28- میر ان آنکھوں میں:
(A) نشیلی (B) نیم باز (C) شربتی (D) شرابی

29- ساری مستی کس کی سی ہے
(A) شراب (B) بے خودی (C) محبت (D) بدعادت

جوابات

نمبر شمار	جواب	نمبر شمار	جواب	نمبر شمار	جواب	نمبر شمار	جواب
1	B	2	A	3	C	4	D
5	D	6	B	7	A	8	D
9	B	10	A	11	D	12	B
13	B	14	A	15	D	16	A
17	B	18	C	19	A	20	C
21	C	22	A	23	B	24	C
25	A	26	D	27	A	28	B
29	A						

Scanned with CamScanner